مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

کا 43واں سالانہ اجلاس عام

خطاب صدر انجمن:

بعد حمد وثنا اور تعوذ و تسمیہ ...... فرمایا: حضرات! ہم اس وقت مرکزی انجمن خدام القرآن کے 43ویں سالانہ اجلاس میں شریک ہیں۔ یہ وابستگان انجمن کا جنرل باڈی اجلاس ہی نہیں بلکہ رجسٹرڈ ایسوسی ایشن کی حیثیت میں اس کی قانونی ضرورت بھی ہے۔ میں آپ سب حضرات کا ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہماری دعوت پر لبیک کہا اور اس میں شریک ہوئے۔ میں یہاں انجمن کے ناظمِ اعلیٰ ڈاکٹر عارف رشید صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ٹیلیفون اور موبائل پر زبانی اور تحریری پیغامات کے ذریعے بالخصوص سینئر ساتھیوں کو بار بار یاددہانی کرائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج کے اجلاس میں حاضری کا تناسب نسبتاً بہتر ہے۔

آپ کے علم میں ہے کہ انجمن کا آغاز صدرِ مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی روشن کی ہوئی درس قرآن کی شمعوں سے ہوئی۔ لاہور کی مختلف آبادیوں کی مساجد شاہد ہیں کہ ان دروسِ قرآن کی محافل میں سینکڑوں لوگ ذوق وشوق اور باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ ان دروس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا دینی تحریکی فکر شرح وبسط سے پیش کیا اور اپنی مساعی کو آرگنائز کرنے کے لیے 1972ء میں انجمن کی تاسیس کی۔ چنانچہ انجمن 'اسلام کے احیائی عمل میں دعوتی' تعلیمی اور اعلیٰ علمی سطح پر مصروف عمل ہے جبکہ ڈیڑھ دو سال بعد شروع کی گئی تنظیم اسلامی بیعت سمع وطاعت کے ساتھ تحریک کی سطح پر کام کر رہی ہے۔

آپ سب حضرات بخوبی واقف ہیں کہ مؤسس انجمن ڈاکٹر اسرار احمد ؒ نے اپنے فکر کی ابتداء تحریک جماعت اسلامی کے لٹریچر سے کی تھی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ؒ کو وہ اپنا مربی اور محسن سمجھتے تھے۔ دین کا حرکی تصور آپ نے مودودی صاحب کی تصانیف سے لے کر اسے مزید نکھارا اور ایمانیات کے مباحث' توحید علمی کے تقاضوں اور قرآن وسنت نبوی کی حاکمیت کے تصورات کو واضح کیا جو انحطاط یا انحراف کی نذر ہو گئے تھے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ برصغیر کی جماعت اسلامی کی طرح مصر میں شروع ہونے والی اخوان المسلمون بھی ہمہ گیر اسلامی انقلاب کی داعی ہے اور آغاز میں مولانا مودودی مرحوم کی تصانیف نے اخوانی لیڈر شپ اور کارکنوں کو بھی متاثر کیا۔ لیکن میرے خیال میں جلد ہی اخوان المسلمون کے بعض سرکردہ فضلاء نے بہت وقیع اسلامی لٹریچر produce کیا۔ جن میں قطب برادران یعنی سید قطب اور محمد قطب نمایاں ترین ہیں۔ سید قطب ؒ کی تفسیر ''فی ظلال القرآن'' اور تحریکی کتاب ''معالم فی الطریق'' بہت مشہور ہیں۔ چھوٹے بھائی محمد قطب نے بلادِ عرب کی جامعات میں طویل عرصے تدریسی فرائض اور علمی تصنیفی کام کے ذریعے دین کے بنیادی تصورات (بالفاظِ دیگر 'عقائد') کی بہت گہرائی اور بصیرت کے ساتھ وضاحت کی ہے۔ ان کی ایک عربی تالیف کا شاندار اردو استفادہ مدیر 'ایقاظ' جناب حامد کمال

الدین نے ''چند تصحیح طلب مفہومات'' کے عنوان سے کیا ہے۔ مؤلف نے لا الٰہ الا اللہ‘ عبادت‘ قضا و قدر‘ تعمیر ارض اور دنیا و آخرت کے ضمن میں قرآن وسنت پر مبنی عقائد کو مرجئہ جدید اور لبرل خیالات کے نقد کے تناظر میں واضح کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عصری ارجائی فکر نے موہوم افکار (wishful thinking) پر تکیہ کرتے ہوئے لوگوں کو بغیر اسلام کے مسلمان ہونے اور صرف کلمہ گو ہونے کی بنیاد پر اخروی کامیابی کا سبق دیا ہے۔ جبکہ انجمن کے صدرِ مؤسس نے قرآن کریم‘ حدیث نبوی‘ آثارِ صحابہ اور سلف صالحین کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے دینی فرائض کا جامع تصور واضح کیا۔ اسی طرح ''راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں'' نجات کے چار لوازم کو شرح وبسط سے بیان کیا۔ ڈاکٹر صاحب کا کتابچہ ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' بھی اس ضمن میں مسلمانوں کو دین کے حوالے سے فاعلیت پر ابھار کر قرآن کے جملہ تقاضے پورا کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کل ہی پریس سے مولانا شیخ رحیم الدین صاحب کی تالیفی کاوش بعنوان ''ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ'' چھپ کر آئی ہے۔ جناب رحیم الدین صاحب نے صدر مؤسس کی جملہ تصنیفات اور شائع شدہ تقاریر سے چیدہ چیدہ پیراگراف کا بہت خوبصورت انتخاب کیا ہے۔ میں تمام شرکاء محفل سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ کتاب حاصل کریں اور گاہے گاہے مطالعے میں رکھیں۔

سطور بالا میں محمد قطبؒ کی تالیف کا ذکر اور تعارف اس لیے کروایا گیا ہے تاکہ ہمارے بارے میں عام لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ہم صرف مخصوص لٹریچر ہی پڑھتے ہیں اور بند ذہن رکھتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم کھلے ذہن کے ساتھ دوسرے سکالرز کی نگارشات کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ راقم نے ''ملفوظات'' اور ''چند تصحیح طلب مفہومات'' کے علاوہ نقشبندی مجددی سلسلہ کے شیخ کا جھنگ سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''الاکابر'' بھی حاضرین کو دکھایا اور اس کے بعض contents کی تعریف کی اور ساتھ ہی ان حضرات کے perspective کی محدودیت کا بھی ذکر کیا۔ چنانچہ قرآن کے الفاظ ''صالح'' اور ''صالحین'' سے مراد محدود معنوں میں 'مذہبی' یا 'نیک' یا 'روحانی' لینا پوری طرح درست نہیں۔ بلکہ اس کا اصل مفہوم شریعت کی نظر سے کارآمد انسان (ذاتی واجتماعی اور دنیوی واخروی ہر پہلو سے) عین اس وضع پر پایا جانے والا انسان ہے جس کی خاطر اس مخلوق کی تخلیق ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس کی وضاحت احسانِ اسلام اور سلوکِ محمدی کے الفاظ سے کر کے ''روحانیت'' کو بھی انقلابی فعالیت سے ملایا ہے۔

آخر میں انجمن کے مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کی تعریف کی گئی اور انجمن کے تمام ملازمین کی تندہی‘ محنت اور لگن کے ساتھ انجمن کے مقاصد کو آگے بڑھانے کی کاوشوں کو سراہا گیا۔

سال گزشتہ کے آغاز میں اسلام اور ریاست کے حوالے سے جناب جاوید احمد غامدی کا متبادل بیانیہ دینی حلقوں میں بہت تشویش کا باعث بنا۔ چنانچہ قرآن وسنت اور سلف صالحین کے تصورِ دین جس میں کارپوریٹ زندگی کے تمام شعبے بشمول ریاست وحکومت شامل ہیں‘ کے اثبات کے لیے متعدد علماء نے اس کا نوٹس لیا اور مدلل انداز میں فکر غامدی کے مغالطے اور گمراہیاں واضح کیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جاوید غامدی اور ان کے تلامذہ اسلام کی تعبیر نو کر کے اسے صرف Broad-brand religious humanism میں تحلیل کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح بالواسطہ مغربی مادیت اور اباحیت پر مبنی کلچر وتہذیب کو قبول کیے ہوئے ہیں۔

'حکمت قرآن' کے پچھلے شمارے میں ڈاکٹر حافظ محمد زبیر کا 'وجود باری تعالیٰ' نظریہ ہائے علم الکلام کی روشنی میں'

شائع کیا گیا تھا۔ اسی سلسلے کی دوسری قسط اس شمارے میں قارئین کا مطالعے میں آ رہی ہے‘ جس میں انہوں نے متعدد منکرین مذہب سائنسی مفکرین کے افکار کا تجزیہ بہت باریک بینی اور گہرائی میں جا کر کیا ہے۔ اس تحقیقی مضمون کی افادیت خاص طور پر ان نوجوان طالب علموں کے لیے بہت زیادہ ہے جو خاص طور پر رچرڈ ڈاکنس ٹائپ سائنسی دہریوں کے خیالات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے اپنے اس مضمون کو قلمبند کرنے اور اسے مفصل و مبسوط اور مدلل بنانے میں واقعتاً بہت محنت کی ہے۔ اللہ انہیں اس کی جزا دیں۔ آمین! مکمل ہونے پر یہ پراجیکٹ ایسا ہے جس کو اگر انگریزی میں بھی شائع کیا جائے تو مغرب میں بہت سے ایسے مسلمان نوجوان جو اپنے آپ کو اب ex-Muslims فخریہ کہلواتے ہیں‘ دوبارہ اسلام اور دین توحید کی طرف لوٹ آئیں۔

شمارہ ہٰذا میں جناب محمد رشید ارشد کا مضمون ’حکمت یونانی و ایمانی‘ بھی بہت وقیع اگرچہ قدرے دقیق ہے۔ ایک اعتبار سے اس کا تعلق ڈاکٹر حافظ زبیر کے قبل ازیں محولہ مضمون سے مل جاتا ہے جس میں وہ نظریہ عرفان کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔ حکمت ایمانی ایمان کی علمی تشکیلات کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس کی بارہ بنیادی تعریفات میں سے نمبر 7 پر بیان کی گئی تعریف میں میرے خیال میں حکمت یونانی اور حکمت ایمانی قریب آ جاتی ہیں جس کا اثبات ہیگل کے فلسفہ سے بھی ہوتا ہے۔ محمد رشید ارشد صاحب نے اسے اس طرح بیان کیا ہے: ’’حکمت کائنات کو ایک ہی تعریف سے define کرنے کا ملکہ ہے۔ یہ ذہن انسانی کی غالباً سب سے بڑی تمنا ہے کہ وہ چیزوں کو ایک ہی definition کے تحت لانے میں کامیاب ہو جائے۔ اس کے نتیجے میں ذہن کا وہ تقدیری خواب پورا ہو سکتا ہے جس کی رو سے وجود اور شعور ایک ہیں۔ حکمتِ ایمانی اس آرزو کو عقیدۂ حق سے پورا کر دکھاتی ہے۔‘‘ ڈاکٹر زبیر اور جناب رشید ارشد دونوں یونیورسٹیوں میں لگن سے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ توقع ہے کہ طلبہ پر ان کی اعلیٰ علمی تعلیمی قابلیت اور دینی وابستگی کا اچھا اثر پڑے گا۔

ہم سب کو آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ وہ لوگ جو ایمان بالآخرت کی نعمت سے محروم ہیں اب وہ بھی آہستہ آہستہ مابعد الطبیعیات اور موت کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ چند دن پہلے اسی طرح کی ایک رپورٹ دیکھی جس میں کوریا کے لوگ ڈپریشن کا علاج grave therapy کے ذریعے سے کر رہے تھے۔ کوریا میں نوجوانوں میں تعلیم اور ملازمت کے حصول میں مقابلہ اور ناکامی کے سلسلے میں frustration کا علاج کیا جاتا ہے۔ انہیں تابوت میں لٹا کر موت اور طبعی صلاحیتوں کے حوالے سے مواقع کے بارے میں سوچنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اور اس طرح ان میں خودکشی کے رجحانات کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ وہاں پر سیکولر مائنڈ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں نعمت ایمان میسر ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت میں کامیابی کو پیش نظر رکھ کر کریں۔ اسلام میں گاہے گاہے قبرستان جانے اور موت کو یاد کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ موت کو یاد رکھنے سے انسان سے درست اعمال صادر ہوتے ہیں۔ حدیثِ نبویؐ ہے: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی ’’مرنے سے پہلے اپنے اوپر موت کا احساس طاری کرو۔‘‘ ❁❁❁

میثاق‘ حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔